ملک کے ائمہ وخطباء کا نمائندہ ادارہ

منبر ومحراب فاؤنڈیشن

کی جانب سے خطباء وائمہ مساجد کی خدمت میں جمعہ کے موقع پر خطاب کیلئے ہر چہارشنبہ کی شام ملک کے حالات کے تناظر میں ملت کی رہنمائی ورہبری پر مبنی دینی ملی سماجی اور معلوماتی اہم ترین مضامین ارسال کئے جائیں گے۔ اِن شاء اللہ

ہفت روزہ

پیام منبر ومحراب

08-03-2022

سلسلہ نمبر: **280**


9989666811


youtube.com/mmfindia


t.me/mmfi_channel


www.mmfi.info

ناشر:

ملک کے ائمہ وخطباء کا نمائندہ ادارہ

منبر ومحراب فاؤنڈیشن انڈیا

MEMBER-O-MEHRAB FOUNDATION INDIA



16-9-408/P/45, Masjid-E-Alfalah Complex, Wahid Nagar, Old Malakpet, Hyd-36

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلہ رحمی کی اہمیت اور قطع رحمی کی مذمت

اَلحمدُ لِلّٰہ رَبِ العَالمِین وَالصَلوۃُ والسَلامُ عَلی سَیدِالاَنبیاء والمُرسلین مُحمد وَ آلہ وَصَحبہ اَجمَعِین
اَمَابعد۔ فقدقال اللہ تعالیٰ فی کلامہ المجید،اَعوذبِاللہِ مِن الشَیطٰنِ الرَجِیم ۔بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین محمد وآلہ وصحبہ
الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ. (البقرہ :۲۷)
وقال تعالی فی مقام آخر :وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَآ أَمَرَ اللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوٓءَ الْحِسَابِ. (الرعد:۲۱)
وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ليس الواصِلُ بالمُكافِئِ، ولَكِنِ الواصِلُ الذي إذا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وصَلَها .(رواہ البخاری)

سامعین محترم وحاضرین مجلس!

انسانیت کے بے شمار طبقات ایسے ہیں جو رحم وکرم، ہم دردی اور توجہ کے مستحق ہیں، اگر ان طبقات کی جانب بروقت توجہ نہ کی گئی تو یہ طبقات انسانی حقوق سے محروم ہوجائیں گے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے جن اہم طبقات کی جانب بروقت توجہ فرمائی، انہیں میں رشتہ داروں کا بھی طبقہ ہے کہ رشتے دار آپس میں پیار و محبت سے رہیں، ایک دوسرے کا خاص خیال رکھیں، ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک رہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ داروں کے حقوق بیان کر کے موقع بموقع ان پر خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے، ان کے مصالح کی رعایت پر آمادہ کر کے ان کے ساتھ رحیمانہ طرزِ عمل اپنانے کی تلقین فرمائی ہے۔

عربی زبان میں 'رحم' کے معنی رشتہ داری کے ہیں اور 'صلۃ' کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانے اور جوڑنے کے ہیں۔ گویا رحم و کرم کا پہلو اور رحمت و مودت کا عنصر رشتہ داروں کے ساتھ لازمی ہے، اگر رشتہ داروں کے ساتھ ہی رحیمانہ طرز عمل نہ اپنایا جائے تو پھر یہ رحمت کا پہلو کس کام آئے گا؟! انسانی رحمت کے اولین حق دار عزیز واقارب ہی تو ہیں، اگر کوئی شخص اہل دنیا کے ساتھ رحیمانہ برتاؤ کرے؛ لیکن جو عین رحمت کے مستحق ہیں انہی سے پیٹھ پھیر لے تو یہ بڑے خسارے کی بات ہے۔ رشتوں کا لحاظ رکھنا، رشتوں کو ملانا، رشتوں کو جوڑ کر رکھنا اور ان کا احترام کرنا، قرآن کریم نے جا بہ جا اس کا حکم دیا ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے قول وعمل سے

اس کی تاکید فرمائی ہے۔ قرآن کریم نے اپنے رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کو صلہ رحمی سے تعبیر کیا ہے۔

گھر کی چار دیواری سے باہر کا دائرہ خاندان کا دائرہ ہوتا ہے جس میں باپ کی طرف کے رشتہ دار چچا، پھوپھیاں، چچا زاد، پھوپھی زاد، اور اسی طرح ماں کی طرف کے رشتہ دار خالہ، ماموں، خالہ زاد اور ماموں زاد وغیرہ آتے ہیں۔ اسلام نے زندگی کے بہت سے معاملات میں اس دائرے کا لحاظ رکھنے کا حکم دیا ہے، قرآن کریم میں ہے :وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ (سورۃ الرعد ۲۱) اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔

اسلام میں صلہ رحمی کو مستقل نیکی قرار دیا گیا ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات بحال رکھنے کے حوالے سے، ان کے ساتھ امداد وتعاون کے حوالے سے، آپس میں ایک دوسرے کی عزت واحترام کو ملحوظ رکھنے کے حوالے سے اور دیگر معاشرتی حوالوں سے جناب رسول اللہؐ نے بہت سے ارشادات فرمائے ہیں۔ مثلاً رسول اللہؐ نے زکوٰۃ اور صدقہ وخیرات کے حوالے سے فرمایا کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے لوگوں پر خرچ کرتا ہے تو یہ اجر وثواب کی بات ہے؛ لیکن وہی خرچ اگر اپنے رشتے داروں پر کرے گا تو دوہرے اجر کا مستحق ہوگا۔ اسے صدقے کا اجر بھی ملے گا اور صلہ رحمی کا ثواب بھی حاصل ہوگا۔ جناب نبی کریمؐ نے صدقہ وخیرات میں رشتہ داروں اور قرابت داروں کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے۔

محدثین فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے جو صدقہ وخیرات کے معاملے میں رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے اس کی دو وجوہات ہیں: پہلی وجہ تو یہ ہے کہ دو نیکیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں، ایک صدقہ وخیرات کی اور دوسری صلہ رحمی کی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آدمی جب صدقہ وخیرات کرتا ہے تو کوشش ہوتی ہے کہ مستحق کو ملے، جبکہ رشتہ داروں کے عمومی حالات کے متعلق ہر آدمی جانتا ہے کہ کون شخص یا خاندان امداد کا زیادہ مستحق ہے۔ قریبی پڑوسیوں کی حالت کے متعلق بھی معلوم ہوتا ہے اور رشتہ داروں کے متعلق بھی، یا یوں کہہ لیں کہ ان کے حالات آدمی زیادہ آسانی سے معلوم کر سکتا ہے۔ رشتہ داروں کے علاوہ خرچ کرنے کا بھی ثواب ہے لیکن وہاں اس بات کا خدشہ ہوتا ہے کہ معلوم نہیں کہ امداد کسی مستحق کو ملی ہے یا غیر مستحق کو۔ لیکن اپنے رشتہ داروں میں آدمی کو اندازہ ہوتا ہے کہ کس کی معاشی حالت کیا ہے اس لیے خرچ کرتے وقت آدمی زیادہ اطمینان واعتماد کے ساتھ خرچ کرتا ہے۔ یہی معاملہ پڑوسیوں کے ساتھ بھی ہے۔ چنانچہ صلہ رحمی کا نہ صرف حکم دیا گیا ہے بلکہ اسے مسلمان معاشرے کے بنیادی تقاضوں میں سے قرار دیا گیا ہے۔ آج کے اس نفسا نفسی کے دور میں رشتے، برادری اور تعلقات کے وہ سلسلے ختم ہو کر رہ گئے ہیں جو اچھے زمانوں میں ہوا کرتے تھے؛ لیکن اسلام نے بطور خاص رشتہ داروں

کے ساتھ حسن سلوک اور میل جول رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جناب نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس آدمی نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ میل جول کو حقارت کی وجہ سے ترک کیا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہے گا۔

خاندانی تعلقات کی بقا کے لیے انسان کو جس حد تک بھی گذرنا پڑ سکتا ہے اس کو اختیار کرنے سے دریغ نہ کرنے کا حکم دیا اور ہر حال میں اسے اپنانے کی تلقین کی اور بہر صورت رشتہ داری کو باقی رکھنے کی تاکید فرمائی، اگر ایک جانب سے زیادتی ہو رہی ہے اور رشتہ داری کاٹنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو ایسی صورت میں دوسرے فریق کو برابری کرنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ یہاں تک فرمادیا کہ برابری کرنے والا رشتہ داری کو جوڑنے والا نہیں، بلکہ رشتہ داری کو جوڑنے والا تو وہ ہے جب قطع رحمی کی جائے تو یہ صلہ رحمی کرے۔(بخاری) نیز ایک صحابی رسول نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی کہ میں تو صلہ رحمی کرتا ہوں اور مخالف قطع رحمی کرتا ہے تو میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قطع رحمی کرنے والوں کے ساتھ صلہ رحمی اسی طرح کرتے رہو، جب تک تم یہ طرزِ عمل اختیار کرو گے اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہوگی۔(مسلم)

جناب رسول اللہؐ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ خود بھی حسن سلوک کرتے تھے اور دوسروں کے حسنِ سلوک کی تعریف بھی فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہؐ کے بڑے داماد حضرت ابوالعاصؓ بن ربیع تھے جو کہ حضرت زینبؓ کے خاوند تھے۔ حضورؐ کی چار بیٹیاں تھیں۔ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہؓ۔ حضرت زینبؓ کے خاوند ابوالعاصؓ بن ربیع لمبے عرصے تک مسلمان نہیں ہوئے اور کافروں کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑتے رہے۔ جنگ بدر میں بھی وہ کفارِ مکہ کی طرف سے لڑے اور مسلمان لشکر کے ہاتھوں قید ہوئے، بہت بہادر اور دلیر آدمی تھے۔ ایک موقع پر رسول اللہؐ نے ابوالعاصؓ سے فرمایا کہ میری بیٹی کو واپس بھیج دو، حضرت ابوالعاصؓ نے حضرت زینبؓ کو حضورؐ کے پاس بھیج دیا۔ اب حضرت زینبؓ مدینہ میں تھیں اور ابوالعاصؓ مکہ میں تھے۔ اس زمانے میں مسلمانوں اور کافروں کے نکاح ابھی قائم تھے۔ ایک موقع پر ابوالعاصؓ گرفتار ہو کر بطور مجرم مدینہ منورہ میں حضورؐ کی قید میں آ گئے، اس دور میں قید خانے تو ہوتے نہیں تھے اس لیے قیدی کو لا کر مسجد نبوی میں ستون کے ساتھ باندھ دیا جاتا تھا۔ حضورؐ مناسب موقع پر اس کے متعلق فیصلہ فرما دیتے کہ اسے فدیہ لے کر چھوڑنا ہے، قتل کرنا ہے یا پھر غلام بنانا ہے۔ مجرم ایک آدھ دن وہیں بندھا رہتا تھا۔ ابوالعاصؓ کو بھی اسی طرح ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا کہ وہ دشمن تھے اور جنگی قیدی تھے۔ نبی کریمؐ کا عام طور پر معمول یہ تھا کہ فجر کی نماز کے بعد مجرم کا فیصلہ کرتے تھے، چنانچہ آپؐ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ حضرت زینبؓ کو کسی طرح پتہ چل گیا کہ میرا خاوند قید ہو کر مسجد نبوی میں ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ فجر کی نماز ہو چکی

تھی حضرت زینبؓ اپنے حجرے سے نکلیں اور مسجد نبوی کے دروازے کے ساتھ آ کر کھڑی ہوگئیں۔ حضورؐ جونہی نماز پڑھا کر نمازیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور ابھی مقدمہ شروع ہونے والا تھا کہ حضرت زینبؓ نے دروازے کے اندر جھانک کر کہا ''یارسول اللہ قد اجرت ھذا الاسیر'' میں نے اس قیدی کو پناہ دے دی ہے۔

اسلام کا ضابطہ یہ ہے کہ قیدی مجرم ہو تو جس طرح فوج کا سپہ سالار کسی دشمن کو پناہ دے سکتا ہے اسی طرح ایک عام شہری بھی پناہ دے سکتا ہے۔ اگر عام شہری بھی کسی کافر کو پناہ دے دے تو اس کی جان بخشی ہوجاتی ہے اور اسے قتل کرنا جائز نہیں رہتا۔ حضورؐ مسکرائے اور فرمایا ''قد اجرنا من اجرت''، تم نے پناہ دے دی ہے تو ہم نے بھی پناہ دے دی ہے۔ ابوالعاصؓ بن ربیع آزاد ہو کر سیدھا مکہ گئے اور جا کر کہا کہ لوگو! میں وہیں مدینہ میں مسلمان ہوگیا تھا لیکن میں نے وہاں پر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان اس لیے نہیں کیا کہ تم یہ نہ کہو کہ ابوالعاص قید یا قتل سے بچنے کے لیے مسلمان ہوگیا ہے۔ اس لیے یہاں مکہ میں تمہارے سامنے اعلان کر رہا ہوں ''اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہٗ ورسولہ'' یہ اعلان کرنے کے بعد ابوالعاصؓ نے کہا کہ جس کا میرے ساتھ کوئی حساب کتاب ہے وہ میرے ساتھ معاملہ کر لے۔ اور میں مدینہ جا رہا ہوں جس کو مجھے روکنا ہے وہ مجھے روک کر دیکھ لے۔ جناب نبی کریمؐ نے ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبے کے دوران ابوالعاصؓ کی تعریف کی، فرمایا وہ بہت اچھا داماد ہے اس نے میرے ساتھ جو بات بھی کی پکی کی جو وعدہ بھی کیا پورا کیا۔ چنانچہ جناب رسول اللہؐ اپنے رشتہ داروں کا لحاظ بھی کرتے تھے اور جہاں تعریف کرنی ہوتی وہاں تعریف بھی کرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے اس وجہ سے کہ حضرت عثمانؓ کے نکاح میں نبی کریمؐ کی دوسری بیٹی حضرت رقیہؓ تھیں۔ حضرت رقیہؓ سخت بیماری کی حالت میں گھر پر تھیں اور حضرت عثمانؓ کے علاوہ کوئی ان کی تیمارداری کرنے والا نہیں تھا۔ بدر کے معرکے میں جانے لگے تو حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میں بھی جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں، حضورؐ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا کہ تم گھر میں رہو اس لیے کہ رقیہؓ بیمار ہے اور کوئی اسے پانی دینے والا بھی نہیں ہے۔ حضرت عثمانؓ نے اصرار کیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ جو ثواب وہاں جنگ میں شریک ہونے والوں کو ملے گا تمہیں یہاں گھر میں رہ کر ملے گا۔ جناب نبی کریمؐ نے سخت ترین جنگی حالات میں بھی اپنی بیٹی کی ضروریات کا خیال کرتے ہوئے اپنے داماد حضرت عثمانؓ کو جنگ میں جانے سے روک دیا۔ چنانچہ اسی بیماری کے دوران حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد حضورؐ نے اپنی تیسری بیٹی ام کلثوم حضرت عثمانؓ کے نکاح دے دی، حضرت ام کلثومؓ کا بھی بعد میں انتقال ہوگیا۔ اس پر حضورؐ نے اس پر ایک ایسا جملہ فرمایا جو کوئی خسر کم ہی اپنے داماد کے متعلق کہتا ہے۔ فرمایا، عثمانؓ! میری اور کوئی بیٹی تمہارے لیے دستیاب نہیں ہے، اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو ایک ایک کر کے تمہارے نکاح میں دے دیتا۔ یہ ایک خسر کا اپنے داماد پر بے انتہا

اعتماد کا اظہار تھا۔تو جناب نبی کریمؐ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا اور عزت و احترام کا معاملہ فرماتے تھے۔

خاندان اور اقرباء میں سب سے بڑا حق ماں باپ کا ہے۔حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مسلمان ہوئے تو ان کی والدہ ناراض ہوگئیں کہ میرا بیٹا مسلمان کیوں ہوا ہے، اپنے بیٹے سے کہا کہ تم کلمہ چھوڑ دو ورنہ میں تمہارے ساتھ بولنا چھوڑ دوں گی۔حضرت سعدؓ پریشان ہوگئے اور حضورؐ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میری ماں تو میرے کلمہ پڑھنے پر ناراض ہوگئی ہے۔آپؐ نے انہیں اپنی ماں کے احترام کی تلقین کی۔جب ماں نے کچھ دن دیکھا کہ بیٹا کلمہ نہیں چھوڑ رہا تو ایک دن گھر سے نکل کر کھلے میدان میں جا کر بیٹھ گئی اور اپنے بال بکھیر لیے، اعلان کر دیا کہ میں اس وقت تک نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی اور نہ سائے میں بیٹھوں گی جب تک تم کلمہ نہیں چھوڑو گے۔اب سعدؓ مزید پریشان ہوگئے کہ یا اللہ یہ کیا معاملہ ہوا۔ماں دھوپ میں بیٹھی ہوئی ہے نہ سائے میں بیٹھتی ہے نہ کھانا کھاتی ہے نہ پانی پیتی ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ والدین کی اطاعت ضروری ہے لیکن ''وان جاھدٰک علٰی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا'' (سورۃ لقمان ۱۵) اور اگر تجھ پر (والدین) اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک بنائے جس کو تو جانتا بھی نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی سے پیش آنا۔یعنی اگر ماں باپ کفر اور شرک کا حکم دیں پھر ان کی اطاعت لازم نہیں ہے لیکن اس کے باوجود دنیا کے معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک میں کمی نہ آئے۔باپ اگر کفر اور گناہ کی بات کرتا ہے تو اس کی وہ بات مت مانو لیکن دنیا کے معاملات یعنی خدمت و احترام، حسن سلوک اور تعاون میں کمی نہ آئے خواہ وہ باپ کافر اور مشرک ہی کیوں نہ ہو۔اسے اسلام نے مستقل نیکی شمار کیا ہے۔

خاندانی زندگی کے حوالے سے جناب نبی کریمؐ کی تعلیم یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ رشتوں کو جوڑ کر رکھو، آپس میں میل جول پیدا کرو، تعاون کی فضا قائم کرو اور ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کا سلسلہ رکھو۔جناب رسول اللہؐ نے فرمایا ''صِل من قطعک'' کہ کوئی تم سے تعلق توڑے تب بھی اس سے تعلق جوڑ کر رکھو۔آپؐ نے یہ تعلیم دی کہ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ کرو، اس سے خاندان میں جوڑ پیدا ہوتا ہے آپس میں محبت بڑھتی ہے اور ضرورت کے وقت دوسروں کی مدد اور تعاون میسر ہوتا ہے۔یہ اسلام کی تعلیمات ہیں اور جناب نبی کریمؐ کی سنت مبارکہ ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''نہ قطع تعلقی کرو، نہ دشمنی کرو اور نہ بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو۔اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال منقطع رکھے'' (صحیح بخاری 6065:)

جس طرح رشتہ جوڑے رکھنے کی نبی پاک ﷺ نے بہت زیادہ تاکید بیان فرمائی، اسی طرح رشتہ داری توڑنے کی بھی جگہ جگہ مذمت بیان فرمائی گئی۔چند روایتیں ملاحظہ فرمائیں!

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب مخلوق کو پیدا فرما چکا تو رحم (یعنی رشتہ داری) نے کھڑے ہو کر عرض کی: ''(اے اللہ) یہ (میرا) کھڑا ہونا تجھ سے قطع رحمی سے پناہ مانگنے کا سبب ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تو اس سے راضی نہیں کہ جو تجھ سے تعلق جوڑے گا میں اس سے جوڑوں گا اور جو تجھ سے توڑے گا میں اس سے توڑوں گا؟'' اس نے عرض کی: ''ہاں! کیوں نہیں، میں راضی ہوں'' (صحیح مسلم 6518:) امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سرکشی اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا گناہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں فوراً اس گناہ کے کرنے والے کو سزا دے اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی سزا دے۔'' (جامع ترمذی 2511:) سید الانبیاء خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' حضرت سیدنا سفیان (متوفی 161ھ) فرماتے ہیں: ''اس سے مراد رشتوں کو توڑنے والا ہے۔'' (صحیح مسلم 6520:) خاتم الانبیاء تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ''ہر جمعرات اور جمعہ کی شب اولادِ آدم کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پس قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔'' (مسند امام احمد بن حنبل 10672:) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں، میں رحمان ہوں (یعنی صفتِ رحمت کے ساتھ متصف ہوں) میں نے رحم یعنی رشتے ناتے کو پیدا کیا ہے اور اس کے نام کو اپنے نام یعنی رحمٰن کے لفظ سے نکالا ہے، لہٰذا جو شخص رحم کو جوڑے گا یعنی رشتے ناتے کے حقوق ادا کرے گا تو میں بھی اس کو (اپنی رحمتِ خاص کے ساتھ) جوڑوں گا اور جو شخص رحم کو توڑے گا یعنی رشتے ناتے کے حقوق ادا نہیں کرے گا میں بھی اس کو (اپنی رحمت خاص سے) جدا کر دوں گا''۔ (مشکوٰۃ المصابیح 420:)

قطع رحمی ایسا خطرناک مرض ہے جو انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے جس سے نہ صرف فرد بلکہ پورا معاشرہ بگاڑ اور فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔ معاشرے میں اخوت و بھائی چارہ ختم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے دلوں میں نفاق و بغض اور ایک دوسرے کے لیے نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔ قطع رحمی کی وجہ سے ادب و احترام ختم ہو جاتا ہے جو فساد کی وجہ بنتا ہے مزید یہ کہ جہاں قطع رحمی کی جاتی ہے رحمت خداوندی اس معاشرے سے اٹھا لی جاتی ہے۔ قطع رحمی اللہ عزوجل اور حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غضب و ناراضگی کا سبب ہے۔ لہٰذا بحیثیت مسلمان ہمیں چاہیے کہ ہم صلہ رحمی کرتے ہوئے سلام کو عام کریں، ہدایا و تحائف ایک دوسرے کو دیں اور صدق دل سے ایک دوسرے کا احترام کریں تاکہ ملک و ملت زمینی و آسمانی بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ ہو اور ہمیں رضاء الٰہی کا حصول ہو۔

صلہ رحمی کے بہت سے ابواب و دروازے اور بہت ہی آسان راستے ہیں؛ جن میں سے چند ایک یہ ہیں کہ ملاقات کے وقت چہرہ ہشاش و بشاش ہو، معاملات میں معافی تلافی و نرمی ہو، قول و کلام میں پاکیزگی و نظافت ہو، چہرے پر رونق و مسکراہٹ ہو، وقتاً فوقتاً زیارتیں اور ملاقاتیں ہوں، غمی و خوشی میں شرکت ہو، احتیاج و ضرورت کے وقت احسان ہو، مشکلات و مصائب میں مدد و تعاون ہو، بیماری کے وقت تیمارداری و عیادت ہو، کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگزر ہو، وغیرہ

ایک طرف صلہ رحمی کی اس قدر اہمیت اور قطع رحمی پر اتنی زیادہ وعیدیں ہیں اور دوسری طرف مسلم معاشرہ میں قطع رحمی مستقل معمول بنتا جا رہا ہے، تھوڑی سی اَن بَن پر رشتہ داروں سے زندگی بھر کے لیے دوری عام بات ہو چکی ہے، ایک گھر میں رہتے ہوئے برسہا برس تک ایک بھائی دوسرے بھائی کی صورت دیکھنا تک گوارہ نہیں کرتا، کوئی عفو و درگذر سے کام لے کر صلح کے لیے آمادہ نہیں ہوتا۔ لہذا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی، عفو و درگذر کو لازم پکڑے، اور قطع رحمی وغیرہ سے مکمل پرہیز کرے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

موضوع سے متعلق بعض آیات وروایات

قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ (البقرہ:۲۱۵)

ترجمہ :''آپ کہیے فائدے کی جو چیز تم خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور رشتے داروں کے لیے ہے۔

وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ (البقرہ۱۷۷:)

ترجمہ :اصل نیکی اس کی ہے جس نے مال کی محبت کے باوجود قرابت مندوں کو دیا۔

الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (البقرۃ27:)

ترجمہ :جو اللہ کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے توڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں، وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ (الرعد21:)

ترجمہ :اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ :فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ تَعَالَى شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ :حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :اس میں ایک ساعت ہے جو بندہ مسلمان اسے پائے اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگے گا وہی عطا فرما دی جائے گی اور ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہ قلیل وقت ہے۔

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ :قَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ :أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ :قُلْتُ :نَعَمْ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ :هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابو بردہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تم نے اپنے والد سے ساعت جمعہ کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی کوئی حدیث سنی ہے؟ وہ کہتے ہیں : میں نے کہا : ہاں! میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ ساعت امام کے (خطبہ کے لیے) بیٹھنے سے لے کر نماز پڑھی جانے تک ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي قَاطِعَ رَحِمٍ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : ”صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو بدلہ چکائے؛ بلکہ حقیقی صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو رشتہ ناتا توڑنے پر بھی صلہ رحمی کرے“۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا بَشِيرٌ أَبُو إِسْمَاعِيل، وَفِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا انْقَطَعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا (رواہ الترمذی)

ترجمہ : حضرت ابوسلمہ کہتے ہیں کہ ابوالرداد لیثی بیمار ہو گئے، عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کو گئے، ابوالرداء نے کہا : میرے علم کے مطابق ابو محمد (عبد الرحمن بن عوف) لوگوں میں سب سے اچھے اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں، عبد الرحمن بن عوف نے کہا : میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا : ”اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا : میں اللہ ہوں، میں رحمن ہوں، میں نے » رحم « (یعنی رشتے ناتے) کو پیدا کیا ہے، اور اس کا نام اپنے نام سے (مشتق کر کے) رکھا ہے، اس لیے جو اسے جوڑے گا میں اسے (اپنی رحمت سے) جوڑے رکھوں گا اور جو اسے کاٹے گا میں بھی اسے (اپنی رحمت سے) کاٹ دوں گا“۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَيَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ، وَهَذَا حَدِيثُهُ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ عَلَيْهِ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ. (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”جس کے لیے یہ بات باعث مسرت ہو کہ اس کے رزق میں اور عمر میں درازی ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ صلہ رحمی کرے (یعنی قرابت داروں کا خیال رکھے)“۔